AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین تصور مراعات: سیرت طیبہ اور عصر حاضر کے تناظر میں

Author (s): Muhammad Ali
Prof. Dr Tahira Basharat

Received on: 12 April, 2022
Accepted on: 05 June, 2022

Published on: 25 June, 2022
Citation: English Names of Authors, "Islam Aur Deegar Mazahib Kay Mabain Tasawur e Marayat: Seerat e Tayyiba Aur Asre Hazir Ky Tanazur Main", AL-ILM 6 no 1(2022):145-171
Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین تصور مراعات: سیرت طیبہ اور عصر حاضر کے تناظر میں

محمد علی*

پروفیسر ڈاکٹر طاہرہ بشارت**

Abstract

Islam does not only guarantee international peace but also preaches the lesson of rights and privileges of others religions. Through research it purges the feeling of prejudicedness. Holy prophet Muhammad (SAW) while preaching the universal rule of Allah has described the privileges, rights and concessions given to the other religions saying, Allah said; ان الحکم الا للہ[1] Legislation is not but for Allah. Allah is the name which amalgamates country and countries, classes and segments of society, religions and different schools of thoughts. Allah through his prophets has sent instructions and guidelines to all human beings believing in different religions. These divine messages strengthen the relationship between Allah and humans. Also they aim at social reformation of people, Prophet Muhammad (SAW)has taught us how to live with others Muslims and with non Muslims, inhabitants of other countries belonging to any religions. Islam is the only religion which has clearly stated rights and privileges of other religions. Allah Said;Saying, قل یااھل الکتاب تعالواالی کلمۃ سوأ بیننا وبینکم[2] "O People of the Scripture, come to a word that is equitable between us and you". Islam has invited all the believers of Allah to come to an agreement between the Muslims and them. Allah Said;There is لاآکراہ فی الدین[3] no Compulsion in religion.Islam has given permission to every human being to practice his religion with complete freedom. Saying It's forbidden to interfere in religious matters of any nation which creates obstruction in their culture, civilization or religious practice. The idea of human rights presented by United Nation in 20th Century is already described in Islam Thirteen and half hundred years ago-

Key Words: Privileges, Reformation, Permission, Forbidden

تعارف موضوع

اسلام وہ دین فطرت ہے جو اپنے نام سے ہی عالمی امن وسلامتی اور مابین المذاہب رعایات ومراعات کے تصور کو ظاہر کرتا ہے، دین اسلام کا دیگر مذاہب کے درمیان مراعات کا عملی تصور آئینہ سیرت النبی ﷺ میں دیکھا

---

*پی ایچ ڈی سکالر، یو ایم ٹی، لاہور

**چیئر پرسن، اسلامی فکر وتہذیب یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

جائے تو آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ نہ صرف فرد کے انفرادی رویوں، معاشی معاملات، سماجی تقاضوں کے اجتماعی نظام اور سیاست واقتصادیت کے اعتبار سے مراعات دیتا ہے بلکہ اُن کے مابین خلیج کو ہٹا کر انسانی عظمت کی فراہمی اور عدل وانصاف کے تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے، حضور اکرم ﷺ وہ آفتاب عالم ہیں جنہوں نے زمانے کی ظلمتوں کے دوران مابین المذاہب مراعات کے ضمن میں تالیف قلوب، انسانی ہمدردی ودل جوئی، انسانی ضروریات کی تکمیل اور حقوق انسانی کی تشکیل کے لیے ہدایت کا ایسا نور بانٹا کہ زمانہ آج بھی اس سے مستفید ومستنیر ہو رہا ہے۔

اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین باعتبار شناخت امتیازی صورتیں

قرآن مجید غیر مسلموں میں شناخت کے اعتبار سے امتیاز پیدا فرماتا ہے ان کو مختلف القابات سے پکارتا ہے جیسے اہل کتاب اور مشرکین، پس اہل کتاب سے مراد مسیحی، یہودی اور صابی ہیں جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

ان الذین امنوا والذین ھادواوالنصاری والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم سوا ھم یحزنون[4]

جو کوئی مسلمان اور یہودی اور نصرانی اور صابئی، اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرے تو ان کا اجر ان کے رب کے ہاں موجود ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور مشرکین سے مراد ایک سے زیادہ خداؤں کی عبادت کرنے والے ہیں پس یہودیت ومسیحیت کو ابراہیمی مذاہب کہا جاتا ہے لیکن اسلام میں ان کو کلام ربانی میں تحریف کرنے والے اور انبیاء کرام کی نہ ماننے والے اور بعض کو شرک کرنے والے بھی قرار دیا گیا چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

یااھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق، انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمته، القھا الی مریم وروح منه فأمنوا باللہ ورسله، ولا تقولوا ثلثة، انتھوا خیرا لکم، انما اللہ اله واحد، سبحنه ان یکون له ولد له مافی السموات ومافی الارض، وکفی باللہ وکیلا[5]

اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو، اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کوئی بات نہ کہو، مسیح عیسیٰ ابن مریم تو محض اللہ کے رسول تھے اور اللہ کا ایک کلمہ تھا جو اس نے مریم تک پہنچایا، اور ایک روح تھی جو اسی کی طرف سے (پیدا ہوئی) تھی، لہذا اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ مت کہو کہ (خدا) تین ہیں اس بات سے باز آجاؤ کہ اسی میں تمہاری بہتری ہے، اللہ تو ایک ہی معبود ہے وہ اس بات سے بالکل پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، اور سب کی دیکھ بھال کے لیے اللہ کافی ہے۔

مراعات ورعایات

مراعات باب مفاعلۃ کا مصدر ہے، جس کے معانی درج ذیل ہیں:

راعی-یراعی-مراعاۃ ، کسی کے حق پر نگاہ رکھنا۔ اور اگر باب افعال سے (ارعی-یرعی ای ارعی علیہ،ارعاعا) ہو تو معنیٰ ہو گا کسی پر شفقت و مہربانی کرنا[6]

باب مفاعلۃ کی صورت میں معنیٰ جانبین سے ہوتا ہے تو اسلام اور مابین المذاہب کے تناظر میں مراعات کا مطلب، مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کا ایک دوسرے کے حق پر نظر رکھنا اور ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا خیال رکھنا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

Privileges: A special rights or advantage that a Particular person or group of people has.[7]

کہتے ہیں جو کسی خاص فرد یا گروہ کو حاصل ہوتی ہے، پس لفظ مراعات کی وجہ سے اس میں جانبین کا معنیٰ پایا جا (Privileges) ایک خاص حق، فائدہ یا استثنائی صورت کو مراعات ہے یعنی کفار کی طرف سے مسلمانوں کے لیے خیر خواہی و خیر سگالی کے جذبات اور مسلمانوں کی طرف سے کفار کی تالیف قلب، ازراہ ہمدردی دل جوئی، حقوق انسانی کی بنیاد پر ضروریات زندگی کا خیال رکھنا اور ضروریات کی تکمیل کے لیے کوشش کرتے رہنے کے معانی شامل ہیں۔

آئینہ سیرت نبوی ﷺ میں غیر مسلموں کیلئے مراعات

اسلام سے قبل دو حکومتیں اور دو ہی تہذیب و تمدن دنیا کے نقشے پر ظاہر تھیں: ایک ایرانی تہذیب اور دوسری رومی تہذیب۔ ان تہذیبوں کی بنیاد باہمی تفاوت، اونچ نیچ، عصبیت، معاشرتی طبقاتی تفریق اور جبر واستبداد پر تھی۔ ان دونوں تہذیبوں کی بنیادوں میں انسانی معاشرے کے لیے تباہ کن عوامل مضمر تھے ان کی حشر سامانیوں کے تلخ تجربات سے بارہا انسانیت گزر چکی تھی لہذا سرور دو عالم ﷺ نے ان بنیادوں میں سے کسی ایک بنیاد کو بھی استعمال نہ کیا۔ آپ ﷺ نے تمام عصبیتوں کو ختم کرنے کے لیے دین خداوندی کو بنیاد بنایا، اخوت اور رواداری جیسی اعلیٰ اقدار پر معاشرے کی بنیادیں اٹھائیں، تحمل، بردباری، مساوات اور برداشت جیسی معاشرتی اقدار کو پنپنے کا موقع فراہم کیا، انسانی فطرت اور انسانی نفسیات کے پیش نظر انسان کے باہمی روابط کو اخلاقیات کا پابند بنایا پس اس اعلیٰ اخلاقی اقدار کی کوکھ سے پیدا ہونے والے معاشرے نے انسان کے انفرادی اور اجتماعی کردار کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کیا۔ باوجودیکہ ریاست میں کثیر الاجناس، کثیر المذاہب اور متضاد مقاصد کے لوگ آباد تھے

مگر نبی کریم ﷺ نے معاشرے کی تشکیل میں بلا تفریق رنگ و نسب اور مذہب و عقیدہ سب کو ایک وحدت قرار دیتے ہوئے ان کے حقوق و فرائض برابر مقرر فرمائے۔

نبی کریم ﷺ ہی وہ عظیم رہنماء ہیں جنہوں سے اسلامی مملکت کا ارتقاء اور پھیلاؤ بہت ہی تھوڑے سے عرصے میں جزیرہ نمائے عرب، جنوبی فلسطین اور جنوبی عراق میں خود سر خانہ بدوش اور باہم جنگ جُو قبائل کے مابین پُر امن حکومت کے ساتھ اور مستحکم بنیادوں پر ریاست مدینہ کو قائم کر دیا۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ زندگی گزارنے والے غیر مسلموں اور دوسرے ممالک کے باسیوں، جن کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو مختلف احوال میں رعایات و مراعات دینے کا عملی تصور پیش کیا اور ثابت کیا کہ آپ ﷺ ایک اعلیٰ پائے کے معلم و مربی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ پائے کے منتظم حاکم، کامیاب سپہ سالار اور مدبر سیاسی رہنماء ہیں۔ بقول ڈاکٹر حمید اللہ

چند محلوں پر مشتمل ایک شہری مملکت سے آغاز ہوتا ہے وہ روزانہ 274 مربع میل کی اوسط سے وسعت اختیار کرتی ہے اور دس سال بعد جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو دس لاکھ سے بھی زیادہ مربع میل کا رقبہ آپ کے زیر اقتدار آچکا تھا[8]. اسلام وہ دین فطرت ہے جس میں تمام انبیاء کرام پر بلا استثناء ایمان لازم و ضروری ہے اور ان کی امتوں کے مابین فرق نہیں رکھا جائے گا لہذا اسی عقیدہ آفاقیت اور انبیائے کرام کے مابین کسی بھی نوعیت کی تفریق کو اسلام نے غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا، اولئک ھم الکفرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا[9]

بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس (ایمان و کفر) کے درمیان کوئی راہ نکال لیں، ایسے ہی لوگ درحقیقت کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رُسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

مذکورہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ایک مسلمان کے لیے تمام انبیائے کرام اور ان پر نازل شدہ کتب اور صحائف پر ایمان لانا درحقیقت پوری انسانیت کو ایک لڑی میں پرو دینا ہے پس آپ ﷺ کی آفاقی نبوت ہے

جو پُر امن بقائے باہمی کے لیے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ رعایات و مراعات کا ایسا رشتہ قائم کرنا چاہتی ہے جسکے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے

قل یااھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم[10]

اے اہل کتاب آؤ کسی ایسی بات پر باہم سمجھوتہ کریں جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے۔

آئینہ سیرت النبی ﷺ میں کسی قوم کے مذہبی معاملات میں ایسی دخل اندازی کی اجازت نہیں دی گئی جو ان کے مذہبی امور، کلچر یا تہذیب میں خلل ڈالنے کے مترادف ہو لہذا دیگر مذاہب کے مابین مراعات پیدا کرنے میں ایک طرف مذہبی، اقتصادی آزادی اور رواداری دکھائی دیتی ہے تو دوسری طرف سیاسی مفاہمت کا تصو بھی پیدا ہوتا ہے، آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں موجود تمام اکائیوں کے درمیان معاشی امور، مذہبی و معاشرتی معاملات، نظام عدل اور سزاؤں کے نفاذ کے معاہدات کے ذریعے مراعات ورعایات کا ایسا تصور اجاگر کیا اور ایسی سیاسی مفاہمت پیدا کی کہ وہ اپنے آپ کو ریاست کا ذمہ دار عضو تصور کرنے لگے اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے آپ کو ریاست کا ذمہ دار شہری سمجھنے لگے اس طرح وہ ملک میں فعال کردار ادا کرنے والے بن گئے۔ مذکورہ دلائل اس بات کو متضمن ہیں کہ دین اسلام، دیگر مذاہب کے مابین مختلف اوقات وافعال میں مراعات یعنی ان کی دل جوئی، ضروریات انسانی کی تکمیل اور انسانی ہمدردی دینے کے تصور کو اجاگر کرتا ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں

- ❖ مابین المذاہب معاہدات میں مراعات — نظام عدل میں مراعات
- ❖ جہاد اسلامی میں مراعات — سزاؤں کے نفاذ میں مراعات
- ❖ معاشی امور میں مراعات — معاشرتی امور میں مراعات
- ❖ غیر ممالک کے سفراء کے ساتھ مراعات — مذہبی امور میں مراعات

دیگر مذاہب کے مابین معاہدات کے ضمن میں رعایات و مراعات

انسان کے اخلاقی کمالات اور خوبیوں میں سے ایفائے عہد بھی ایک اعلیٰ وصف ہے، اسلام میں اسے بھی نکتہ عروج ملا ہے عام زندگی کے معمولات سے بہت بلند ہو کر جنگ وجدل کے کٹھن لمحات میں بھی عہد و پیمان کی رعایت مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہے۔ ایک مسلم ریاست بین الاقوامی تعلقات کس طرح استوار کرے اور خارجہ پالیسی کس طرح ترتیب دے اس کے لیے رہنماء اصول ہمیں معاہدات نبوی سے میسر آتے ہیں۔

معاہدہ: عہد و پیمان، قول واقرار اور باہمی اتحاد وتعاون کے معانی کو متضمن ہوتا ہے۔ معجم المعانی الجامع نے معاہدہ کی تعریف ومفہوم کو اس انداز میں بیان کیا ہے۔

المعاھدۃ :میثاق یکون بین اثنین اوجماعتین[11]

ایسا میثاق جو دو افراد یا دو جماعتوں کے درمیان قائم ہو معاہدہ کہلاتا ہے

المعجم الوسیط کے مطابق معاہدہ کا معنی ہے:

العهد: اليمين التى تستوثق بها من عاهدك، تقول، على عهد الله لا فعلن[12]

عہد سے مراد وہ قسم ہے جس کے ذریعے تم اپنے ساتھ معاہدہ کرنے والے کو یقین دلاتے ہو مثلا تم کہتے ہو، مجھے اللہ کی قسم میں یہ ضرور کروں گا

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں معاہدے کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے

Contract is an argreement made by two or more persons that is enforced by law.[13]

عہد و پیمان کی ہی ایک قسم کفار و مشرکین اور متحارب قوموں اور ملتوں سے معاہدہ کرنا بھی ہے، پس جن لوگوں سے اہل ایمان کا کوئی معاہدہ ہو جاتا ہے انہیں معاہد کہتے ہیں۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے

الا الذين عاهدتم من المشركين ثم لم ينقصوكم شيئا ولم يظاهروا عليكم احدا فاتموا اليهم عهدهم الى مدتهم ان الله يحب المتقين[14]

مگر وہ مشرکین جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کوئی کمی نہیں کی، اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو، بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ان معاہدات کے لیے بذات خود مدینہ منورہ سے قبائل عرب کا سفر کیا اور، مختلف قبائل سے حلیفی اور غیر جانبداری کے معاہدے کیے یہ معاہدات قریش مکہ کے لیے نہ صرف بہت بڑا دھچکا تھے بلکہ معاشی تباہی کا سبب بھی تھے سیاسی اعتبار سے دیکھا جائے تو ان معاہدات کے بعد یہ قبائل اور علاقے نہ صرف مدینہ منورہ کے سیاسی معاہدے کا جزو بنے بلکہ مدینہ منورہ کی ریاست کا جزو متصور ہونے لگے پس سیرت طیبہ، دیگر مذاہب کے ساتھ نہ صرف معاہدات کے ضمن میں مراعات کا تصور دیتی ہے بلکہ لفظ معاہدہ میں چھپے ہوئے اسکے وسیع مفہوم کی طرح زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے چاہے وہ سماجی پہلو ہو یا معاشی، اخلاقی پہلو ہو یا سیاسی لہذا یہ میثاق، عقد، موادعۃ، صلح، امان، ذمہ اور حلف کے معانی کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے مابین المذاہب رعایات کے تصور کے ساتھ متصف ہے اسی لیے سیرت طیبہ میں معاہدہ کا لفظ بطور استعارہ تمام سماجی قوانین، ضابطوں، پابندیوں اور اخلاقیات کے لیے مجموعی حوالے سے استعمال کیا جاتا ہے جو کسی بھی انسانی معاشرے کو منظم و مربوط کرنے میں مدد و معاون ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں یوں ارشاد ہوا

وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله انه هو السميع العليم[15]

(اے نبی) اگر گروہ (دشمن) صلح کی طرف مائل ہو جائیں تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو فرمان باری تعالیٰ میں غیر مسلم اقوام سے نہ صرف معاہدات کی اجازت دی گئی بلکہ اُس کو پورا کرنے کا بھی حکم دیا گیا، اسی طرح کسی غیر مسلم ملک میں مسلمانوں کے حقوق پامال کیے جا رہے ہوں اور وہ مسلم حکومت سے مدد طلب کریں تو مسلم حکومت کو مدد کرنے کا حکم دیا گیا مگر اس ملک کے خلاف نہیں جس سے مسلم مملکت کا معاہدہ ہوا ہو پس فرمان باری تعالی ہے وان استنصرو کم فی الدین فعلیکم النصر الاعلی قوم بینك وبینهم میثاق[16]

اور اگر وہ دین کے بارے میں تم سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرنا تم پر لازم ہے لیکن اس قوم کے خلاف نہیں جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے

درج بالا آیت مقدسہ اس بارے میں صراحت سے بیان کر رہی ہے کہ اگرچہ مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے مگر کسی ایسی قوم کے خلاف مدد کرنے سے منع فرما دیا گیا ہے جن سے امن معاہدہ ہو چکا ہو تا کہ مسلم امہ کے بارے میں معاہدہ کی خلاف ورزی کا تصور قائم نہ ہو اور سرکار دو عالم ﷺ نے معاہد پر ظلم کرنے والے کو سخت وعید سنائی چنانچہ ارشاد فرمایا من قتل معاهدا لم یرح برائحة الجنة[17] جس نے کسی معاہد کو ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔

معاہدات کی کئی اقسام ہیں جیسے تجارتی معاہدات، جنگ بندی کے معاہدات، امان کے معاہدات، حلیفی کے معاہدات، ذمہ کے معاہدات وغیر ھم۔ اسلام، انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں سے وابستہ تعلقات کو درست کرتا ہے پس مسلم معاشرے میں بسنے والے غیر مسلم ہوں یا کسی دوسرے ممالک کے وہ باسی جن سے رشتہ انسانیت کے تحت تمام باہمی تعلقات وروابط کو معاہدہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ کر دینا مقصود ہو، تا کہ ان روابط میں احترام کی روح پیدا ہو جائے اور یہ تعلقات اور روابط فقط وقتی جذبات، مفادات اور میلانات کی نذر ہو کر ٹوٹ نہ جائیں بلکہ مابین المذاہب ایک دوسرے کو دی جانے والی مراعات سے تعلقات کی اساس میں مزید پختگی پیدا ہو جائے اور سیاسی، معاشی یا معاشرتی اقدار کے فروغ میں خیر کا عنصر بھی نمایاں ہو جائے۔ آنحضور ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچ کر جائزہ لیا تو اس وقت مدینہ منورہ اور ارد گرد کی آبادی مختلف رنگ ونسل اور مختلف مذاہب وقبائل میں منقسم تھی۔ اوس وخزرج کے (12) بارہ قبائل اور یہود تقریبا (20) بیس قبائل میں منقسم تھے کوئی مستقل شہری نظام حکومت نہ تھا ہر قبیلہ اپنے اپنے امور الگ حیثیت سے طے کرتا تھا، اوس وخزرج آپس میں متحارب رہتے اور یہود قبائل ان میں سے کسی نہ کسی کے حلیف بن کر جنگوں کی آگ بھڑکاتے رہتے تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ، مدینہ کی آبادی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ کی آدھی آبادی یہودیوں پر مشتمل تھی[18]

نبی اکرم ﷺ نے ان حالات کا مشاہدہ کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں مقیم دیگر مذاہب کے مابین مراعات کا ایسا رشتہ قائم کیا جس سے ریاست مدینہ منورہ ایک وفاقی شہری مملکت بنتے ہوئے دفاعی نظام کی مضبوط بنیادوں پر کھڑی ہوگئی، غیر مسلموں کے مابین حقوق و فرائض کی ادائیگی کا ایسا خوبصورت تصور قائم کیا جس سے حضور ﷺ کی سیاسی بصیرت اور حسن تدبر آشکار ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ نے بلا تمیز رنگ و نسل اور مذہب وعقیدہ کے، معاہدہ میں شریک ہر گروہ اور فرد کو آزادی اور حصول انصاف کی یقین دہانی کرواتے ہوئے باہم امن وسلامتی، آزادی، رواداری اور عدل وانصاف کے ہر جوہر کو مزین کر دیا بقول حمید اللہ

اس معاہدے کے کل 52 دفعات ہیں جو دو حصوں پر مشتمل ہیں پہلا حصہ (دفع 1 تا 24) مہاجرین وانصار کے تعلقات کو واضح کرتا ہے اور دوسرا حصہ (25 تا 52) یہودی قبائل (غیر مسلموں) کو مراعات دینے کی وضاحت کرتا ہے ان دونوں حصوں میں ایک جملہ دہرایا گیا ہے کہ آخری فیصلہ ومدافعہ محمد الرسول اللہ ﷺ کی ذات ہوگی[19]

یہود کے حقوق و فرائض سے متعلق دفعات کا خلاصہ یہ ہے:

- مسلمانوں کی جنگوں میں ان کی مالی اعانت کرنا یہودیوں پر واجب ہوگا
- مسلمان اور یہودی دونوں اپنے اپنے مذہب کے پابند رہیں گے
- شہر میں فریقین کا ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کرنا حرام ہے
- شرکائے معاہدہ میں سے کوئی فرد یا جماعت قریش مکہ کو اپنے ہاں پناہ نہ دے گی اور نہ ہی قریش، مکہ کے کسی حلیف کو پناہ دے گی
- مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں شرکائے معاہدہ میں سے ہر فرد اور جماعت حملہ آور کے خلاف دوسرے فریق کی مدد کرے گی
- جنگی حالات میں معاہد فریق کے ہر فرد کو مالی اعانت میں اپنا حصہ ادا کرنا ہوگا
- دشمن سے صلح کی صورت میں اگر کسی قسم کی منفعت حاصل ہوگی تو مسلمانوں کی طرح دوسرے شرکائے معاہدہ کو بھی حاصل ہوگی

- اس معاہدے کے پابند افراد اور گروہ کا باہمی اختلاف اور تنازع کا مقدمہ خدا اور اس کے رسول ، محمد ﷺ کے سامنے پیش کریں گے[20]

حضور اکرم ﷺ جانتے تھے کہ قریش مکہ انہیں مدینہ میں جنگ مسلط کر کے انہیں سکون سے رہنے نہیں دیں گے لہذا آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے دفاع کی تدبیر کے طور پر ارد گرد کے قبائل کے ساتھ حلیفی یا کم از کم جانبداری کا آغاز کیا۔

بنی ضمرہ کے ساتھ مابین المذاہب مراعات کا معاہدہ

ہجرت کے تقریبا(4)چار ماہ بعد آپ ﷺ اندرونی حفاظت واستحکام سے مطمئن ہو گئے تو اطراف پر توجہ دیتے ہوئے مدینہ منورہ سے تقریبا(80)اسی میل دور ساحل ینبوع کے علاقہ بنی ضمرہ اور بنو مدلج کے قبائل سے حلیفی کا معاہدہ کر کے دیگر مذاہب کے ساتھ مراعات کے تصور کو اجاگر فرمایا

بنی ضمرہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے معاہدے کی وضاحت درج ذیل ہے

- وہ خدا کے دین کی مخالفت نہیں کریں گے اور جب ہم جنگ کی تیاری کریں گے تو وہ فورا پہنچ جائیں گے
- جب تک سمندر میں پانی موجود ہے، ہم ان کے دشمن کے مقابلے میں ان کی مدد کریں گے
- ان کے جان ومال کی حفاظت اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے[21]

بنی مدلج کے ساتھ مابین المذاہب مراعات کا معاہدہ

۲ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے شاہراہ شام میں واقع علاقوں کا سفر شروع کیا اور وہاں پر آباد قبیلہ مدلج سے حلیفی کا معاہدہ کیا، ینبع کے علاقہ کا قصبہ عشیرہ اعلیٰ قسم کی کھجوروں کا مرکز اور قبیلہ بنو مدلج کا مسکن تھا پس جن شرائط کے ساتھ بنو ضمرہ کے ساتھ دوستی کا معاہدہ طے ہوا تقریبا انہی شرائط پر بنو مدلج سے دوستی کا معاہدہ طے ہوا ، ابن ہشام اس معاہدے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

غزوہ ذی العشیرہ سنہ ۲ھ کے موقع پر شاہراہ شام پر واقع ذی العشیرہ کے مقام پر قبیلہ بنو مدلج اور ان کے حُلَفاء سے حلیفی کا معاہدہ ہوا[22]

❖ دیگر مذاہب کو دی گئی مراعات بنی جھینہ سے کئے جانے والے معاہدے کی رو سے:

حمید اللہ، قبیلہ جھینہ کے ساتھ ہونے والے معاہدے کی تفصیلات بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

مدینہ سے شمال کی جانب تین یا چار دن کی مسافت پر یہ قبیلہ بستا تھا، نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں حلیفی کے معاہدے کی ترغیب دی کہ جب تم پر کوئی حملہ آور ہو تو ہم تمہاری مدد کریں گے، جب کوئی ہم پر حملہ آور ہو تو تم ہماری مدد کرو[23]

نوٹ: معاہدے میں یہ صراحت کر دی گئی کہ یہ صرف فوجی معاہدہ ہے اس کا دینی معاملات سے کوئی تعلق نہیں لہذا اس معاہدے سے معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ نے ضرورت کے مطابق مسلمانوں کی منفعت کے لیے، کبھی دل جوئی اور کبھی دفاعی معاملات کی مضبوطی کے لیے مابین المذاہب مراعات کے تصور کو اجاگر کیا۔

بنی غفار کے ساتھ معاہدہ

حضور اکرم ﷺ نے حقوق انسانی اور انسانی ہمدردی کی بنیاد پر بنی غفار کے ساتھ معاہدہ کیا جس کی وضاحت درج ذیل ہے۔

- مسلمان اور بنی غفار کے ایک دوسرے پر برابر کے حقوق ہیں
- اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بنی غفار کے اموال اور نفوس کی ذمہ داری کے ساتھ ان کے دشمن کے خلاف مدد کا وعدہ کیا ہے
- وہ بھی اس بات کے پابند ہیں کہ جب بھی نبی ﷺ انہیں اپنی مدد کے لیے بلائیں تو وہ فوراً حاضر ہوں
- رسول اللہ پر ان کی حمایت اس وقت تک واجب رہے گی جب تک سمندر میں چلو بر ابر پانی باقی رہے گا[24]

بنی اسلم سے معاہدہ

بنی اسلم، بنی خزاعہ کی ایک شاخ تھی آپ ﷺ نے ان سے بھی معاہدہ فرمایا، حمید اللہ نے اس معاہدے کو "المغازی الواقدی" کے حوالے سے یوں نقل کیا ہے۔

- ہم تمہارے شہری اور بدوی دونوں طبقوں کو مدینہ میں رہائش پذیر نہ ہونے کے باوجود مہاجر تسلیم کرتے ہیں
- جو کوئی بنو خزاعہ پر حملہ کرے گا ہم اس کے خلاف بنو خزاعہ کی مدد کریں گے
- ہم دونوں ایک قوم ہیں دونوں کی فتح ایک قوم کی فتح ہے
- یہی حقوق بنو خزاعہ کے خانہ بدوش لوگوں کو بھی حاصل رہیں گے[25]

بنو اشجع سے معاہدہ

ابن سعد لکھتے ہیں کہ قبیلہ اشجع کے لوگ غزوہ خندق والے سال ہی سو(100) افراد کا وفد لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہم اپنی قوم کی جنگ سے تنگ آ چکے ہیں لہذا آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ صلح کریں، آپ ﷺ نے ان سے صلح کر لی[26]

ایک اور روایت کے مطابق بنو اشجع کے یہ لوگ بنو قیقاع سے جنگ کے بعد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سات سو افراد تھے آکر صلح کی درخواست کی اور بعد ازں یہ مسلمان ہو گئے تو آپ ﷺ نے انتہائی تدبر اور وسعت قلبی سے ان کی دل جوئی فرمائی کہ یہ سب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

❖ غیر مسلم ممالک کے سفراء کے ساتھ مراعات

تمام محدثین و مورخین اور سیرت نگاروں نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو ذکر کرتے ہوئے، اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین تصور مراعات ورعایات کو اجاگر کیا ہے جس سے تعصب، حسد، انفرادی برتری جیسے عناصر کی سراسر نفی ہو جاتی ہے، امام بخاری، ابن سعد، ابن ہشام، واقدی، طبری، امام احمد بن حنبل اور بلاذری نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ آپ ﷺ عمرہ کی غرض سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ بحالت احرام، قربانی کے نشان زدہ جانورں کے ساتھ تقریبا چودہ سو صحابہ کرام کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے ایک دن کی مسافت پر حدیبیہ نامی بستی میں جلوہ فرما ہوئے تو آپ ﷺ نے غیر مسلموں (مشرکین) کے سفراء کے ساتھ مابین سفارت کاری کے فروغ کے لیے مراعات ورعایات کے تصور کی وضاحت صلح حدیبیہ کی مقرر کردہ شرائط کے ضمن میں فرمادی۔

- فریقین (10) دس سال تک آپس میں جنگ نہیں کریں گے اس میں نہ خفیہ چوری ہوگی نہ خیانت
- جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد ﷺ کے پاس چلا آئے گا وہ اس کو واپس کر دیں گے
- اس سال محمد ﷺ اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر واپس جائیں گے اور اگلے سال آئیں گے اور مکہ میں صرف تین دن قیام کریں گے۔
- اپنے ساتھ صرف وہ ہتھیار لائیں گے جو مسافروں کے پاس ہوتے ہیں، یعنی تلواریں اور وہ بھی چمڑے کے غلاف میں بند ہوں گی۔
- جو محمد ﷺ کے عہد میں شامل ہونا چاہے شامل ہو سکتا ہے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے داخل ہو سکتا ہے[27]

اس وقت عالم اسلام کے حالات سفارتی سطح پر ناگفتہ بہی ہیں دو اراب مسلمان ہونے کے باوجود سلامتی کونسل میں ایک بھی مستقل نشست مسلمانوں کے پاس نہیں ہے، عالمی سطح پر، مسلمانوں کے سلگتے مسائل کا کوئی حل نہیں

ہو رہا، اگر کسی مسئلے کے حل کے لیے اقوام متحدہ کوئی قرارداد پاس بھی کر دے تو اس پر عملدرآمد نہیں کو ایا جاتا جیسے کشمیر و فلسطین کے مسائل کے حل کے لیے کئی قرار دادیں پاس ہوئیں مگر مسائل جوں کے توں ہیں بلکہ عراق، ایران، افغانستان، شام، انڈونیشیاء کے خلاف قراردادیں پاس ہوئیں تو فورا مغربی دنیا متحرک ہو گئی اور عملدرآمد کر ڈالا، ان تمام مسائل کے حل کے لیے مسلم امہ کو بانی ریاست مدینہ حضرت محمد ﷺ کی سفارت سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے، اوس و خزرج سے بیعت لینا صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ کے سفراء سے گفت و شنید اور ان کا مسلمانوں کے وجود کو تسلیم کر کے صلح نامہ لکھنے پر راضی ہو جانا او فتح مبین کے ساتھ ساتھ حبشہ کا مسلمانوں کے جاء امن اور جاء پناہ بن جانا کامیاب سفارت کاری کا نتیجہ تھا، لہذا اسلامی ریاست کو آپ ﷺ کی سفارت کاری سے روشنی حاصل کرتے ہوئے عہد رسالت مآب ﷺ کا چھ ہجری میں ایران کے باج گزاران، یمن، بحرین، عمان وغیرہ کا اسلامی ریاست کی بالادستی کو قبول کر لینے کے عمل سے سبق سیکھتے ہوئے اپنی سفارت کاری کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرتے ہوئے معاشی، سیاسی اور دفاعی سطح پر متحد و متفق ہونا چاہیئے۔

دین اسلام، غیر مسلموں کی ساتھ اس معاہدات کی توثیق کی بات مزید بڑھا دیتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں کفار سے ہوئے لہذا آپ ﷺ نے اسلام سے قبل اپنے

خاندان سے ہونے والے خیر اور حلیفی کے معاہدات کو اسلام کے بعد نہ صرف جاری رکھا بلکہ ان کو اور پختہ فرمادیا

بنو خزاعہ سے تجدید حلیفی کے معاہدہ میں مراعات

اسلام سے قبل بنو خزاعہ نے حضور ﷺ کے دادا عبد المطلب سے حلیفی کا ایک معاہدہ کیا تھا، صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ لوگ وہی معاہدہ لے کر آقائے دوجہاں ﷺ کے حضور حاضر ہوئے تو ابی ابن کعب نے اس معاہدے کو پڑھا

- ❖ یہ معاہدہ عبد المطلب بن ہاشم اور خزاعہ کے سردار کے درمیان ہے
- ❖ فریقین ایک دوسرے کی جنگی امداد کے پابند رہیں گے اس امداد میں وقفہ نہ ہو گا
- ❖ یہ معاہدہ اس وقت تک رہے گا جب تک سمندر میں دامن تر کرنے کے لیے چند قطرے رہیں گے
- ❖ فریقین کے بوڑھے اور جوان سب شریک معاہدہ ہیں
- ❖ وہ سب ہم قوم جو مکہ میں نہیں پہنچ سکے ان کا ایک ایک فرد اس معاہدے کا پابند ہے

حضور ﷺ نے اس معاہدے کو دیکھا اور فرمایا

مجھے تمہارا معاہدہ اور اس کی پابندی بہت پسند آئی، اسلام جاہلیت کے معاہدوں میں شدت کا روادار ہے، عہد شکنی کا نہیں

لیکن آپ ﷺ نے فریقین کے درمیان معاہدے کی توثیق و تجدید کے ساتھ یہ الفاظ بڑھادیئے "فریقین میں سے کوئی فریق ظالم کی حمایت نہیں کرے گا مگر مظلوم کی مدد کرنا لازم ہو گی[28]

نبی کریم ﷺ کا غیر مسلموں کے ساتھ مذہبی رواداری اور غیر مسلم رعایا کے ساتھ رعایات و مراعات

غیر مسلموں کے ساتھ رواداری، مذہبی آزادی اور غیر مسلم رعایا کے ساتھ مراعات و رعایات، اہل نجران کے ساتھ طے پائے جانے والے معاہدہ کے ضمن میں موجود ہے، نجران کے بارے میں زرقانی فرماتے ہیں۔

"نجران مین دو فریق آباد تھے: ایک بنی حارث جو بت پرست تھے، یہ حضرت خالد بن ولید کی دعوت پر اسلام لے آئے، نبی کریم ﷺ نے انہیں میں سے قیس بن حصین کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور صدقات کے بارے میں انہیں احکامات لکھوا دیے جبکہ دوسرا فریق عیسائی تھا"[29]

اسی طرح ابن قیم نے زاد المعاد میں اس معاہدہ کے بارے میں یوں لکھا ہے، کہ نجران کے وفد کا مدینہ منورہ میں آنا، مسجد میں ٹھہرنا اور مذاکرات کرنا، بعد ازاں عیسائیوں کا ایک وفد اپنے بڑے پادری "السید الغسانی" کی قیادت میں تحائف لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وفد میں ساٹھ افراد شریک تھے جن میں ان جان بشپ حارث بن علقمی بھی شامل تھا، اسی وفد میں حضور اقدس ﷺ کا عیسائیت پر بحث و مناظرہ ہوا، آخر کار دعوت مباہلہ پر وہ گھبرا گئے اور اسلامی ریاست کی بالادستی کو قبول کر لیا،،، ان کے ساتھ جو معاہدہ ہوا وہ دیگر مذاہب کو اسلام کی طرف دی جانے والی رعایات اور ان کے مذہبی اور انتظامی معاملات میں دی گئی آزادی کے تناظر میں مابین المذاہب والادیان مراعات کی بہترین عملی صورت ہے[30]

نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایک امان نامہ لکھ کر دیا جس کے شروع میں معاہدہ کی شرائط کا ذکر تھا، پھر اہل کتاب بالخصوص یہودیوں کی زیادتیوں کا ذکر فرمایا کہ کس طرح انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف سازشیں کی ہیں پھر آپ ﷺ نے کچھ نصاریٰ کی اسلام کے لیے مدد و معاونت کا ذکر فرمایا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا ذکر کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا۔

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذلك بان فیھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون[31]

اور ایمان والوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں، اس لیے کہ ان میں پادری اور رہبان ہیں اور اس لیے کہ ان میں گھمنڈ اور خود پرستی نہیں۔

اہل نجران کے ساتھ طے پانے والے معاہدہ کی چند دفعات جس میں اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین تصور مراعات کے ضمن میں پائے جانے والے جانبین کے معانی کی وضاحت ہوتی ہے جو کہ کفار کی طرف سے عہد وفاداری کا یقین دہانی دلانا اور مسلمانوں کی طرف سے تالیف قلب، حقوق انسانی کی بنیاد پر ضروریات زندگی کی تکمیل کی وضاحت کرتا ہے خلاصہ درج ذیل ہیں۔

- ان کے حملہ آور میرے معاہد ہوں یا حربی ان کے مقابلے میں، میں نصاریٰ کا طرف دار ہوں گا اور ان کے دشمنوں سے اس کی سرحدوں کی، زورآور مسلمانوں سے حفاظت کروں گا
- یہ شرق میں ہوں یا غرب میں، خشکی میں ہوں یا بحر میں، میں اور میرا ہر ساتھ جو اسلام کی طرف سے مدافعت پر سینہ سپر ہے وہ اس معاہدے کا پابند اور ان کا محافظ ہے
- ان کے عبادت خانے، گرجے اور خانقاہیں چاہے کہیں بھی ہوں ان کی حفاظت اور ان کے ہم مشربوں کے عقائد اور مذہبی رسوم کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہوگی
- ہم اپنی جنگی مہموں میں انہیں ان کی مرضی کے بغیر شریک نہیں کریں گے
- ان کے پادری، راہب اور سیاح جن مناصب پر ہیں، انہیں معزول نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی عبادت گاہوں کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا
- ان کے علمائ اور مذہبی سربراہ جہاں کہیں بھی ہوں، ان پر جزیہ اور خراج معاف ہوگا، جبکہ باقیوں پر فی کس (4) چار درہم ہوگا جو ان کے ماتحتوں کی مرضی کے بعد مقرر کیا گیا ہے
- کاروباری طبقہ اور زراعت پیشہ افراد پر لگان 12 درہم ہوگا
- کسی نصرانی پر مسلمان ہونے کے لیے جبر نہ کیا جائے گا اور مذہبی گفتگو احسن طریقے سے کی جائے گی
- عدل وانصاف اور سماجی معاملات میں ان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ہیں
- ان کی عورتیں جن سے نکاح حلال ہے مسلمان انہیں زبردستی نکاح میں نہ لائیں گے
- جس گھر میں نصرانی عورت ہے، اسے اپنے مذہبی شعار ادا کرنے کی اجازت ہے، کوئی مسلمان اپنی نصرانی بیوی کو اس سے منع نہیں کرے گا

- اگر وہ اپنی عبادت گاہوں، خانقاہوں اور قومی عمارتوں کی مرمت کرنا چاہیں تو مسلمانوں کو ان کی اعانت کرنی چاہیئے

نصاریٰ (اہل نجران) کی ذمہ داریاں

- نصاریٰ مسلمانوں کی جنگوں میں دشمن کے سفیر ،راہبر، معاون، جاسوس اور مشیر نہیں ہوں گے، اگر کوئی ایسا کرے گا تو خدا کے نزدیک ظالم اور رسول اللہ کا نافرمان تصور ہو گا
- ان کی وفاداری ان دفعات پر دل سے عمل کرنے پر موقوف ہے اور ان کی پابندی کے لیے وہ ازروئے دین عیسوی مکلف ہیں نیز دشمن کا اعلانیہ یا خفیہ طور پر جاسوس یا مسلمانوں کا رقیب ہونا معاہدے کے خلاف ورزی تصور ہو گا
- نصرانی ہمارے دشمن کی فوج کو پناہ یا آرام کے لیے جگہ خواہ گھر ہو یا عبادت خانہ نہیں دیں گے اسی طرح ان کے گھوڑے، اسلحہ، آدمی یا دیگر سامان کی مرمت کی سہولت نہیں دیں گے [32]

عرب کے جنوب میں واقع انتہائی متمدن شہر یمن ہے اور یہ ایک تجارتی مرکز تھا جہاں خوب زراعت ہوتی تھی اور وہ علاقہ سرسبز وشاداب بھی تھا، عہد نبوی میں یمن پر اہل فارس کا قبضہ تھا، روم کے ہاتوں ایران کی شکست کے بعد ایران پر اس کا قبضہ کمزور پڑ گیا تو آپ ﷺ نے ان علاقوں کی طرف بھرپور توجہ دی اور حضرت عمرو بن حزم کو ایک خط دے کر اہل یمن کی طرف روانہ بھیجا جس میں اسلام کے تفصیلی احکام اور کچھ شرائط درج ذیل تھیں۔

- یہود ونصاریٰ میں سے جو اپنی مرضی سے مسلمان ہو جائے معاشرے میں اس کی ذمہ داری اور دوسروں پر اس کے حقوق پہلے مسلمانوں کے برابر ہیں
- کسی یہودی یا نصرانی کو جبراً مسلمان نہیں کیا جائے گا
- ان کے بالغ مردوں اور عورتوں میں سے آزاد اور غلام دونوں سے ایک ایک دینار جزیہ لیا جائے گا
- جو جزیہ سے انکار کر دے اللہ، اس کے رسول اور تمام مومنین کا دشمن ہے
- سابقہ سربراہان یمن، اسلام لانے کی صورت میں بدستور سربراہ رہیں گے [33]

آج بین الاقوامی سطح پر مابین المذاہب انسانی ضروریات کی تکمیل وانسانی ہمدردی کے تناظر، یں مراعات دینے سے اقوام عالم کے درمیان باعزت مقام اور بااعتماد فضاء قائم ہو سکتی ہے اس وقت مسلم ممالک بالخصوص پاکستان معاشی، سیاسی اور دفاعی سطح پر دباؤ کا سامنا کر رہا ہے، لہذا غیر مسلم ممالک کے ساتھ مراعات ورعایات کے تصور کو اجگر کرنے سے دفاعی واقتصادی دباؤ کم اور انسانی ضروریات کی تکمیل کے لیے حقوق انسانی کی بنیاد پر مثبت

رویے پیدا ہوسکتے ہیں۔ پس مابین المذاہب، تصور مراعات کے ساتھ کیے گئے مذکورہ بالا معاہدات کے دوررس نتائج معاشرے کو حاصل ہوئے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

- وہ قبائل جنہوں غیر جانبداری کا معاہدہ کیا قریش مکہ ان کی حمایت سے محروم ہوگئے۔
- ان قبائل کے ساتھ میل جول سے اسلام کی دعوت کا کام تیز ہوگیا اور ان قبائل کے لوگ تیزی سے مسلمان ہونے لگے۔
- مجموعی حیثیت سے یہ قبائل اسلامی تحریک کے علمبردار بن گئے
- مختلف قبائل کا اسلامی ریاست کے حلیف بننے سے قریش مکہ کے لیے تجارت (جو ان کی معیشت کا سب سے بڑا ذریعہ تھا) کرنا دشوار ہوگیا۔

اسلامی سزاؤں میں مراعات

انسانی زندگی قوانین وضوابط سے جڑی ہوئی ہے، لاقانونیت کے دعوے دار بھی کسی نہ کسی اسلوب حیات کو زندگی گزارنے کے لیے اپناتے ہیں، فطری لحاظ سے انسان مدنیت پسند ہے، خالق ومالک نے اس کی سرشت ہی ایسی بنائی ہے کہ وہ قوانین کا جبر ورضا کے ساتھ پابند رہے، پس انسان کے خود ساختہ قوانین حیات کے مقابلے میں کائنات اورانسان کے خالق ومالک کے عطاکردہ قوانین ،حیات انسانی کے تحفظ اور بقائے انسانی کے لیے ممدومعاون ہیں۔ حضور ﷺ نے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے مابین جو مراعات (انسانی ہمدردی) کا تصور اجاگر کیا اور ان سے معاہدات کیے جن میں ایسی دفعات نہیں رکھی گئیں جس سے ان کی مذہبی اقدار اور روایات پر زچ پڑتی ہو اور آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں پُرامن بقائے باہمی کے فروغ کے لیے تمام اکائیوں کے مابین خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی سب کو وحدت عطا فرمائی، اور یہ مفاہمت رنگ ونسب اور مذہب وعقیدہ کے تصورات سے بالاتر تھی۔ اسلام نے جو اخلاقی وانسداد جرائم کے لیے قوائد وضوابط مقرر فرمائے ان کی تفہیم کے لیے درج ذیل امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

مقاصد	مشروعیت (جواز)	ممنوعیت (عدم جواز)
▪ جان کی حفاظت	قصاص ودیت	قتل نفس
▪ نسل ونسب کی حفاظت	نکاح وعدت	زنا
▪ عزت نفس کی حفاظت	حد قذف	غیبت، عیب جوئی

پس دین اسلام، مال کی حفاظت کے لیے، چوری، غضب اور ڈاکہ زنی کی مذمت کرتا ہے اور عقل و شعور کی حفاظت کے لیے تمام نشہ آور چیزوں کو ممنوع قرار دیتا ہے تاکہ ایک بہترین معاشرہ فروغ پائے جہاں پر امن بقائے باہمی اور افراد و جمعیت اور ریاست کی تنظیم سازی باہم مربوط و منضبط ہو سکے۔

سزاؤں کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے جو سزائیں (حدود) مقرر فرمائیں ان کا مقصد فساد فی الارض کی روک تھام اور سماجی زندگی میں خلل اندازی کو روکنا ہے اسلام کے تصور سزا میں حدود و تعزیر کو جائز قرار دیا گیا، انسانی جبلت قبول احکام میں قوت بہیمیہ میں منہمک ہو کر کسی کو ایذاء دینے لگے تو وہ چوپایوں کی مانند ہے اسی لیے اُسکے نفس کو جسمانی تکالیف سے عار دلا کر ان جرائم سے روکا جاتا ہے اور مختلف مواقع پر حد سے بڑھ جانا، جلاوطنی وعدم قبول شہادت کے تناظر میں منطبق کی جاتی ہے۔ پس معاشرے کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنانے کے لیے اور اسے شر و فساد ، بے حیائی، بدکرداری سے محفوظ کرنے کے لیے اسلام نے فطری قوانین عطا فرمائے ہیں۔ حق و صداقت کی قبولیت اور دیانت داری سے اس کا تجزیہ کیا جائے تو آپ ﷺ کی سیرت طیبہ اور خلفائے راشدین کا دور جلی ان کی غمازی وعکاسی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے جہاں دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ چھوٹے جرائم میں نرمی کی گئی جبکہ حدود اور بڑے جرائم میں ان کے ساتھ بھی معاشرتی اصلاح کے قوانین نافذ العمل رہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ذوالہیات کے سلسلہ میں اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں

آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اقیلوا ذوی الھیئات عثراتھم الا الحدود، ذوی الہیات سے حدود کے سوا اور لغزش معاف کر دیا کرو، ذوی الہیات سے مراد صاحب مروت لوگ ہیں یا ایں کہ کسی شخص سے صلاح دین کی امید ہوتی ہے اور اس سے خلاف عادت لغزش کے طور پر کسی امر میں کوتاہی ہو جاتی ہے پھر اسے ندامت ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں اس سے درگزر کرنا مناسب ہے، یا وہ شخص خاندانی معزز اور صاحب حیثیت ہوتا ہے پس اگر ہر چھوٹے، بڑے جرم میں اس کو سزا دی جائے تو اس میں عداوت و بغاوت کا امکان ہے مگر اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی باز پُرس نہ کی جائے بجز اس صورت کے کوئی سبب شرعی جس سے حد مندفع ہوتی ہے پائی جاتی اور اگر حدود کے اندر ہی درگزر ہو، مصلحت شرع فوت ہوتی ہے اور حدود اللہ کا فائدہ پس پشت جاتا ہے[34]

ادیان و مذاہب سابقہ میں سے جو قوم وملت انسانی فطرت پر رہی وہ متمدن اقوام میں شامل رہی، اور وہ ادیان و ملل جو فاسد تمدن کے زیر اثر ہوئے تو اپنا فطری وقار کھو بیٹھے، شاہ ولی اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

واعلم انه كان فى شريعة من قبلنا القصاص فى القتل والرجم فى الزناء والقطع فى السرقة فهذه الثلاث كانت متوارثة فى الشرائع السماوية واطبق عليها جماهير الانبياء والامم[35]

شرائع سابقہ میں قتل کی سزا قصاص، زنا کی سزا سنگساری اور سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر تھی یہ تینوں سزائیں ذرائع سماویہ میں متوارث چلی آتی ہیں، تمام انبیاء(علیہم الصلوۃ والتسلیم) ان کی امتوں کا اس پر اجماع واتفاق ہے۔

سیاسی بصیرت وحکمت عملی میں مابین المذاہب تصور مراعات

آنحضور ﷺ اپنے مخالفین کو تلوار سے تباہ وبرباد نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنی کامیاب ترین حکمت عملی سے انہیں بے بس اور مغلوب کر دیا، آپ ﷺ کی بہترین منصوبہ بندی سے نہ صرف دشمن کی جارحانہ سرگرمیوں کا سدباب ہوا بلکہ انہیں مطیع وفرمانبردار بناتے ہوئے اپنے آپ کو سربراہ مملکت تسلیم کروالیا، دیگر مذاہب کے مابین مراعات کے اس تصوراور سیاسی حکمت عملی وحسن تدبیر کا غیر مسلم مصنفین نے بھی اقرار کیا ہے مثلا

Sir Thomas Arnold اپنی کتاب The Preaching of Islam میں لکھتے ہیں۔

We can understand how Muhammad could establish himself at Madina as the head of a large and increasing body of adherents who looked upto him as their head and leader and acknowledged no other authority …………without exciting and feeling of in security or any fear of encroachment on recognized authority.[36]

ان حالات میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ محمد ﷺ نے کس طرح مدینہ کے، مختلف النوع افراد سے بطور سربراہ اپنے آپ کو اور اپنے اختیار کو منوالیا تھا(جو آپ کی کمال سیاسی بصیرت کا مظہر ہے)اور لوگوں نے یہ سب کچھ بغیر کسی احساس عدم تحفظ یا حکومتی جبر ودباؤ کے کیا تھا

اسی طرح، آر اے، نکلسن RA Nicholson اپنی کتاب A Literary History of The Arabs میں لکھتے ہیں۔

Muhammad is first care was to reconcile the desperate factions within the city and to introduce law and order among the heterogeneous elements which have been described.[37]

مدینہ آنے کے بعد محمد ﷺ کا پہلا کام شہر کے اندر مختلف طبقوں میں ہم آہنگی اور مختلف النوع عناصر میں امن وامان کا قیام تھا۔

مابین المذاہب مراعات کے تصور کو حضور ﷺ نے اتنے خوبصورت انداز میں سیاسی بصیرت وحکمت عملی کے ساتھ حل کیا کہ اغیار بھی آپ کے حسن عمل اور حسن تدبر کی وجہ سے ریاست اسلامی کی طرف جھکتے گئے، ان میں سے چند نکات خلاصۃ درج ذیل ہیں

1. **ثمامہ بن اثال کی جان بخشی:** یہ یمامہ کے قبیلہ حنیفہ کا سردار تھا، اسلامی دستہ نے اسے گرفتار کیا، آپ ﷺ نے اس کو اسلام پیش کیا اس نے انکار کیا اور کہا کہ آپ مجھے قتل کرنا چاہیں تو کر دیں، لیکن آپ ﷺ نے اس کو معاف کرتے ہوئے آزاد کر دیا حالانکہ اس نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا اعلان کر رکھا تھا، آپ کے حسن سلوک اور بخشش دیکھ کر متاثر ہوا، واپس آکر آپ ﷺ کی بیعت کر کے مسلمان ہو گیا[38]

2. **اہل مکہ کے ساتھ صلح کا انتخاب:** 6 ہجری مسلمانوں کے لیے بڑا نازک دور تھا شمال کی طرف خیبر کے یہود طاقت کا مرکز تھے نیز مدینہ سے نکالے ہوئے یہودی قبائل بھی خیبر پہنچ گئے، بنو نضیر اور بنو قریظہ کا بغاوت کرنا اور غزوہ خندق کے پیچھے یہودیوں کی ہی سازش تھی[39]

شمال مشرق میں بنو فزارہ اور بنو غطفان یہودیون کے حلیف قبائل تھے یہ بھی مسلمانوں کو لوٹنے کے درپے تھے، ان حالات میں بہترین سیاسی حکمت عملی اور مابین المذاہب مراعات کا تقاضا تھا کہ ایک دشمن سے صلح کی جائے تاکہ وہ ہمنوا و غیر جانبدار ہو جائیں اور دوسروں سے آہنی ہاتھوں سے نپٹا جائے، اسی لیے آپ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا آج "قریش والے صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے مانگیں گے میں ان کو دوں گا"[40]

3. **کعبہ پر اجارہ داری کا خاتمہ:** قریش مکہ نے کعبۃ اللہ کو اپنی ذاتی ملکیت بنالیا تھا اور وہ لوگوں سے ٹیکس لیتے نیز جس کو چاہتے کعبہ کی زیارت سے روک دیتے جیسا کہ چھ سالوں سے مسلمانوں کو روک رکھا تھا مگر صلح حدیبیہ کے دستخط کے بعد انہوں نے تسلیم کر لیا کہ کعبۃ اللہ پر سب کا حق ہے[41]

4. **دعوتی خطوط:** آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ سے واپسی پر مختلف خطوط جلیل القدر صحابہ کرام حضرت مصعب بن عمیر، حضرت طلحہ، حضرت علی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنھم کے ذریعے روانہ کیے جن کے مخاطبین اس وقت کے عظیم اور پر ہیبت بادشاہ تھے جن میں اہل کتاب اور مشرک بھی شامل ہیں، بقول ڈاکٹر حمید اللہ "ہم تک جو مکتوبات پہنچے ان کی تعداد چار سو ہے، جن میں کچھ تبلیغی مکتوبات ہیں، کچھ حلیفی اور کچھ امان نامے ہیں"[42]

5. **رعایا کے باہمی جھگڑوں کا حل:** ریاست کے استحکام کے لیے آپ ﷺ نے مابین المذاہب مراعات کے ذریعے معاہدہ عقبہ ثانیہ ہو جانے کے بعد اپنی فراست و حکمت عملی سے آئندہ مخاصمت وجدل سے بچنے کے لیے بہترین تدابیر اختیار فرمائیں، پس رحمت عالم ﷺ نے کثیر الاجناس اور مختلف نظریات بلکہ متضاد نظریات کے حامل افراد کو باہمی اخوت، یک جہتی اور فکری وحدت کی ایسی لڑی میں پرو دیا کہ ان کے مفادات و نقصانات ایک ہو گئے، مجید خدروی[43] میثاق مدینہ پر لکھتے ہیں 'اس دستاویز کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض حلیفی اور اتحاد کا پیمان نہ تھی بلکہ اس کی حیثیت اس سے زیادہ وسیع تھی، پہلے حصے سے صرف یہ واضح نہیں ہوتا کہ

یہ قبائل کے درمیان مصالحت کی کوشش ہے، یہ ایک میثاق ہے جس کے ذریعے سے مدینہ منورہ کے عرب قبائل کی باہم رقابتیں مٹا کر مختلف عناصر کو متحد کر کے ایک ایسی قوم بنانا مقصود تھا جو سب سے منفرد اور ممتاز ہو'[44]

آنحضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کا وصف ممتاز یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مابین المذاہب مراعات کے تصور کو اس طرح اجاگر کیا کہ دیگر مذاہب کے ماننے والے اسلامی معاشرے کے حسن وجمال، باہمی اخوت اور ایثار کا مشاہدہ کر سکیں، پانچ وقت آذان، نماز باجماعت، خشوع وخضوع اور زندگی کا اطمینان دیکھ سکیں تاکہ ان کے دل کی قساوت دور ہو اور وہ اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں اور دنیا کے ہر فرد تک اسلام کا پیغام بھی پہنچ جائے۔

پس اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین علاقائی سالمیت اور خود مختاری کا تحفظ، بالخصوص مسلمانوں کے لیے فتح عظیم، دعوت دین کی آزادی، کامیاب عسکری اور سفارتی سیاست اور اس کے نتیجے میں اہل مکہ کی غلط فہمیوں کا ازالہ، فتح مکہ، مطلق العنانیت کا خاتمہ اس کی بہترین امثلہ ہیں۔

معاشی امور میں مابین المذاہب مراعات

اسلام سے قبل پورے جزیرہ نمائے عرب میں مختلف اقسام کے میلے لگتے تھے جو تجارتی سرگرمیوں کا مرکز تھے، مثلاً عکاظ، منیٰ، ذی المجاز، خیبر اور یمامہ کے میلے، اسی طرح دومۃ الجندل، عدن، بحرین کے علاقہ مشقر اور صنعاء وغیرہ کے میلے کافی مشہور ہیں، ان میلوں میں دور دراز سے تاجر آتے تھے مثلاً عراق، شام، مصر، حبشہ، سندھ اور مالابار وغیرہ، لیکن ان میلوں میں آنے والے تاجروں پر دس فیصد چونگی (ٹیکس) عائد ہوتا تھا جو سختی سے وصول کیا جاتا تھا، عصر حاضر کے جدید معاشی دور میں معیشت کے استحکام کے لیے ایک اہم پالیسی جو ممالک اپناتے ہیں وہ ٹیکسوں میں چھوٹ کی پالیسی ہے، اس سے اندرون ملک اور بیرون ملک سے تاجر برادری، کاروباری لوگ ملک میں آکر کاروبار قائم کرتے ہیں اور صنعتیں لگاتے ہیں جس سے ملک میں معاشی سرگرمیاں تیز ہوتی ہیں اور عوام کو روزگار کے مواقع میسر آتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ٹیکسوں میں چھوٹ کی پالیسی کو اپنا کر دیگر مذاہب کے مابین مراعات کے لیے آسانیاں پیدا کیں اور سرمایہ کاروں کے لیے رغبت کے مواقع پیدا کیے جس سے کاروباری رغبت بھی پیدا ہوئی اور معاشی ترقی بھی، لہٰذا آپ ﷺ نے معاشی امور میں مابین المذاہب اکثر معاہدات واقوال کے ذریعے انسانی ضروریات کی تکمیل کے لیے عشر (دس فیصد چونگی) کی معافی کا اعلان فرمایا نیز مال تجارت کے نقل وحمل میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے احکامات جاری فرمائے۔ ڈاکٹر حمید اللہ اس بارے میں یوں فرماتے ہیں۔ "قریش مکہ کو اسلامی ریاست سے الحاق کرنے والے علاقوں کے بارے میں تشویش کی ایک اہم وجہ معاشی بھی نظر آتی ہے کہ اسلام

سے پہلے عرب کی ہر بستی، ہر میلے اور ہر بازار میں محصول چونگی لیا جاتا تھا عہد نبوی میں مختلف قبائل سے مملکت اسلامیہ کے جو معاہدے ہوئے ان میں سے اکثر میں صراحت سے عشر یعنی اس اندرونی محصول چونگی کی برخاستگی کا ذکر ہے۔ چونگی کے اس طرح اٹھنے سے اندرونی گردش مال اور تجارت کو غیر معمولی فائدہ ہوا اور اس کی برکات نے سیاسی اتحاد کو اور مستحکم تر کرنے میں یقیناً بڑا حصہ لیا ہو گا"[45]

مال و دولت کی حرص، عہدہ و مرتبہ کی لالچ اور سونے چاندی کی چمک نے بڑے بڑے سورماؤں کو جھکنے پر مجبور کر دیا، پس آپ ﷺ نے اس طاقت کو اسلام کی نصرت اور ریاست کے استحکام کے لیے استعمال فرمایا اور وہ دامن اسلام سے وابستہ ہونے لگے۔

مالک بن عوف کے لیے مراعات اور اس کے فوائد و ثمرات

غزوہ حنین کے بعد آپ ﷺ طائف کا محاصرہ اٹھا کر جعرانہ تشریف لائے تو قبیلہ ہوازن کا ایک وفد آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے ان کے ذریعے قبیلہ بنو ثقیف کے سردار مالک بن عوف نضری کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ اسلام قبول کر کے آجائے تو میں اس کے اہل و عیال اور مال مویشی واپس کر دوں گا اور اس کے علاوہ سو اونٹ مزید عطا کر دوں گا، جب اس کو یہ پیغام پہنچا وہ چپکے سے جعرانہ آگیا اور اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے اس کے جنگی قیدی اور مال مویشی واپس کر دیے اور 100 اونٹ مزید دیے الازہری فرماتے ہیں۔ جب مالک بن عوف نے سرور کونین ﷺ کا جود و سخا اور کرم و عطا دیکھا تو آپ ﷺ کی شان میں قصیدہ پڑھا جس کے دو شعر یہ ہیں

ما ان رایت ولاسمعت بمثله ------فی الناس کلهم بمثل محمد

تمام لوگوں میں محمد (ﷺ) کی مثل نہ میں نے دیکھا اور نہ میں نے سنا

اوفی واعطی للجزیل اذااجتدی -----ومتی تشاء یخبرک عما فی غد[46]

اور وہ اپنا وعدہ پورا فرمانے والے ہیں، جب کوئی عطیہ مانگتا ہے تو اس کو عطا فرماتے ہیں اور جب تو چاہے تو آنے والے کل میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات سے آگاہ فرما دیتے ہیں۔ یہ وہی شخص تھا جو چند روز قبل غزوہ حنین کے موقع پر تیس ہزار کا لشکر لے کر اسلام کے خلاف صف بستہ تھا اور مابین المذاہب مراعات (تالیف قلب) کی بدولت اسلام کا جانثار بن کر اسی قبیلہ بنو ثقیف کے خلاف برسر پیکار تھا۔

غزوہ حنین کے مال غنیمت میں مراعات اور اس کے فوائد و ثمرات

غزوہ حنین کے موقع پر ہزاروں کے حساب سے اونٹ، بھیڑ، بکریاں اور دوسرا مال و اسباب بطور مال غنیمت حاصل ہوا تو آپ ﷺ نے دیگر مذاہب کے مابین تصور مراعات (انسانی ہمدردی) کو معاشی طور پر اجاگر کرتے

ہوئے اس مال کا کثیر حصہ عطا فرمایا تو اس کے معاشی اثرات مرتب ہوئے اور دیگر ادیان کے حامل افراد دامن اسلام سے وابستہ ہوئے، اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کرم شاہ الازہری نے اس عطاوافر کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

پہلی قسم: ان لوگوں کی تھی جن کے دلوں میں اسلام کے خلاف بغض وعناد کی آگ بھڑک رہی تھی، ان کو توقع سے جب زیادہ مال ملا تو ان کے دلوں سے بغض وعناد کے جذبات کافور ہوگئے اور یہ لوگ صدق دل سے اسلام لے آئے ان کے مشرف بااسلام ہونے اسلام کو بڑی تقویت حاصل ہوئی جیسے صفوان بن امیہ

دوسری قسم: ان لوگوں کی تھی جنھوں نے اسلام تو دل سے قبول کر لیا تھا لگر مال غنیمت ملنے سے ان کا عقیدہ اور پختہ ہوا جیسے ابوسفیان، ان کے بیٹے اور دوسرے سرداران قریش کو دیا گیا حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے

انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منه خشیة ان یکب فی الغابر علی وجهه

میں بسااوقات ایک شخص کو اموال کثیر دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے، میں اس کو اس لیے دیتا ہوں تاکہ وہ پھر پھسل نہ جائے اور دوزخ میں اسے اوندھے منہ نہ پھینک دیا جائے

تیسری قسم: ان لوگوں کی تھی جن کے شر سے اسلام اور اہل اسلام کو بچانے کے لیے اموال کثیرہ دیے گئے جیسے عینیہ بن حصین، عباس بن مرداس اور اقرع بن حابس وغیرہ[47]

معاشرتی امور میں مابین المذاہب مراعات

رسول اکرم ﷺ نے عرب کے مشرکانہ معاشرے میں توحید الٰہی کی دعوت پیش کی تو انہوں نے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی جب آپ ﷺ نے مکہ سے نکل کر مدینہ منورہ کو اپنی دعوت اور مشن کا مرکز بنایا تو وہاں بھی سکھ کا سانس نہ لینے دیا بلکہ چاروں طرف اسلام کی آواز کو بزور شمشیر دبانے کی کوشش کی، آپ ﷺ نے آہستہ آہستہ حسن تدبیر، حسن معاملہ، لطف خدا اور اعجاز نبوت سے ان سازشوں اور معرکوں کا صرف مقابلہ ہی نہ کیا بلکہ ان کو سرنگوں کرتے ہوئے ایک منضبط معاشرہ قائم فرمادیا۔ حضور ﷺ نے اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین مراعات کے ایسے تصورات اجاگر کیے آپ ﷺ کی حکمت ودانائی سے تہذیب وتمدن کے نئے رموز واسرار نمایاں ہوئے، قلوب وارواح کی برباد شدہ دُنیا کی از سر نو تعمیر ہوئی اور تمام مذاہب کے مابین ایثار، قربانی، مساوات پر مبنی معاشرے کی ایسی عملی وعلمی تکمیل فرمائی کہ آج بھی دنیائے عالم ورطہ حیرت میں ہے۔ ایک انگریز مفکر مول کا اعترافی بیان ہے

پیغمبر اسلام کو جس ناقابل اصلاح قوم سے واسطہ پڑا تھا اس جیسی کسی اور قوم کا پایا جانا اور پھر اس قوم کی تیئس سال کے عرصے میں اصلاح کر کے اسے انسانوں کی صف میں لا کھڑا کرنا محال ہے، محمد ﷺ کے سوا کوئی اور یہ کام سرانجام نہ دے سکا[48]

پس حضور ﷺ نے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو مراعات عطا فرماتے ہوئے ان کی ایسی تالیف قلب فرمائی کہ وہ اس کی عظمت کے معترف ہوئے اور ان کے دل میں اسلام کا وقار اور نمایاں ہوا، اس سے ے آپ ﷺ کے حسن تدبر مابین المذاہب انسانی ہمدردی، دل جوئی اور حقوق انسانی کے طور پر ان کی ضروریات کے خیال رکھنے کا تصور واضح ہوتا ہے جو آنے والے اوقات میں اشاعت اسلام کا باعث بنا۔

حاصلات

1) ریاست کے استحکام اور مضبوط داخلی وخارجی پالیسی لازم ہے اور یہ سیاسی تدبر و فہم و فراست سے وجود پذیر ہوتی ہے پس داخلی وخارجی سطح پر قیام امن کے لیے معاشی و معاشرتی استحکام کے حصول کے لیے اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین مراعات جو رنگ، نسب، مذہب وعقیدہ سے بالاتر ہو تو افراد کے لیے بہترین حکمت عملی ہے۔

2) اسلام ایک پُرامن دین ہے جو باہم صلح کو ترجیح دیتا ہے لہذا حضور اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کو مراعات سے نوازتے ہوئے ان کی جان، مال، عزت و آبرو اور مذہب وعقیدہ کی مکمل آزادی عطا فرمائی جس کا اعتراف غیر مسلم مفکرین نے بھی کیا۔

3) داخلی انتشار اور خارجی سطح پر پسپائی اور معذرت خواہی کی شکار امت مسلمہ مراعات نبوی سے رہنمائی حاصل کر کے عزت سے جینے کا ڈھنگ سیکھ سکتی ہے۔

4) تمام شہری، رنگ و نسل، مذہب وعقیدہ سے بالاتر ہو کر یکساں حقوق رکھتے ہیں لہذا مابین المذاہب عدل وانصاف کے ساتھ مراعات کا تصور اجاگر کیا جائے تو یہ رویے معاشرہ کو پھلنے پھولنے اور ترقی کی راہوں پر گامزن ہونے کے لیے مدد و معاون ہوں گے۔

5) مملکت اسلامیہ پاکستان جو ریاست مدینہ کی طرح طرز حکمرانی کا مدعی ہے مگر عالمی سطح پر گونہ گوں مسائل و مصائب میں گھرا ہوا ہے اگر مراعات نبوی کو سامنے رکھ کے فراست کے ساتھ فیصلے کرے تو بہت سارے مسائل سے چھٹکارہ پا سکتا ہے۔

سفارشات

1) اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین مراعات کے تصور کو اجاگر کرنے کے لیے مختلف پہلو مثلا قانونی، معاشی، دفاعی اور سیاسی پہلوؤں پر مزید تحقیقی کام کیا جائے۔

2) بین الاقوامی سطح پر بہت سے مقامات پر اسلام کے دیگر مذاہب کو دی گئی مراعات کے بہت سے پہلو ابھی تک تشنہ ہیں جس کی وجہ سے اسلام پر تنقید کا سلسلہ جاری وساری ہے لہذا اسلامی حکومتوں کو چاہیے کہ وہ اسلامی کانفرنس تنظیم کی جانب سے مابین المذاہب اس تصور مراعات کو اجاگر کریں۔

3) تعلیمی اداروں کی سطح پر اسلام کی طرف سے مابین المذاہب دی گئی مراعات کے شعور کو اجاگر کیا جائے، تاکہ بھارت، اسرائیل، برمااور فرانس وغیرھم اس تصور کے واضح ہونے پر اپنے ملک میں بسنے والی اقلیتوں کے حقوق کو نقصان نہ پہنچائیں۔

4) حکومت پاکستان ریاست مدینہ کی طرز پر حکومت چلانے کا باربار اعلان کررہی ہے تو اہل علم اس پر تنقید کرنے کی بجائے سنجیدگی سے نظام ریاست مدینہ کا ایک حصہ مابین المذاہب تصوررعایات ومراعات، تالیف قلوب، غیر مسلموں کی دل جوئی اور انسانی ہمدردی کے حوالے سے اقدامات اٹھائے اور اہل علم حضرات اس کو قابل عمل صورت میں پیش کرکے حکومت پاکستان کا ساتھ دیں۔

حوالہ جات

[1] Al Qura'n 6/114
[2] Al Qura'n 31/64
[3] Al Qura'n 2/256

[4] آل عمران:62

Al Imrān: 62

[5] النساء:171

Al Nisā : 171

[6] المنجد (عربی اردو) لوئیس مالوف (کراچی، مولوی مسافر خانہ، دارالاشاعت 1994ء) ص393، 394

Al Munjid, Louis Maālouf, (Karachi: molvi musāfir khanā, 1994),P: 393-394
[7] https://www.oxfordlearnersdictionaries.com

[8] حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، (1982)، عہد نبوی کے میدان جنگ، لاہور، ادارہ اسلامیات انار کلی ص3

Hamidullāh, Dr, Ehd e Nabvi key Maidan e Jang, (Lahore: Idarā Islamiyāt, 1982),P: 3

[9] الانبیاء:150-151

Al Anbiyā: 150-151

[10] آل عمران:64

Al Imrān: 64
[11] Almaany.com/ar/dict/ar-ar/

[12] ابراہیم مصطفیٰ (1381ھ)، معجم الوسیط، بیروت، لبنان، ج2، ص517

Ibrāhim Mustafā, al moujām al waseet, (Beruit: 1381h), 2: 517
[13] The World Book Encyclopedia(chicago1998),vol:4p1024

[14] التوبۃ:4/9

Al Toubah: 9

[15] الانفال:61

Al Infaāl: 61

[16] الانفال:72

Al Infaāl: 72

[17] بخاری، محمد، بن اسماعیل، (1407ھ) الصحیح البخاری، کتاب الجزیہ، بیروت، دار ابن کثیر 293

Bukhāri, Muhammad bin ismāeel, Al Sahih al Bukhāri, (Beruit: dar ibn e kathir), 1407h, P:293

[18] حمید اللہ، ڈاکٹر، (1987) رسول اکرم کی سیاسی زندگی، کراچی، دارالاشاعت اردو بازار ص216

Hamidullāh, Dr, Rasool saw ki siyāsi zindagi, (Karachi: dar ul ashaāt, 1987), P: 216

[19] حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، (1987ء) عہد نبوی میں نظام حکمرانی، کراچی اکیڈیمک آفسٹ پریس آرام باغ روڈ، ص85

Hamidullāh, Dr, Ehd e nabvi mein nizām e Hukmarāni, (Karachi: academic press), P:85

[20] حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر (س ن) مجموعۃ الوثائق السیاسۃ، بیروت، دار النفاس، وثیقہ نمبر1 ص59

Hamidullāh, Dr, Majmuāh al Wasāiq al Siyasāh, (Beruit:dār ul nafās), 1: 59

[21] سہیلی، ابو القاسم، عبد الرحمن، (1412ھ) الروض الانف للسہیلی، بیروت، احیاء التراث العربی، ج2 ص58

Suhāilili, abu al qasim, al rouz ul anaf, (Beruit: dar ahyā ul turāth al arābi), 2: 58

22 ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، (مئی 1994)، السیرۃ النبی، اردو ترجمہ سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی، لاہور، ادارہ اسلامیات، ج1، ص417

Ibn e hashām, abdul malik, al seerāh al nabviyāh, (Lahore: idarāh islamiyāt), 1: 417

23 حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر (1992ء) خطبات بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی ص223

Hamidullāh, Dr, Khutbaāt e Bahawalpur,(Islamabad: idarāh tehqeqāt e islami), P:223

24 حمید اللہ، محمد (س ن) مجموعۃ الوثائق السیاسۃ، بیروت، دار النفاس، وثیقہ نمبر161، ص268

Hamidullāh, Dr, Majmuāh al Wasāiq al Siyasāh, (Beruit:dār ul nafās), 1: 268

25 حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر (جون2005ء) الوثائق السیاسۃ مترجم ابو یحییٰ امام خان نوشہر دی کراچی، مجلس ترقی ادب کلب روڈ، وثیقہ نمبر166

Hamidullāh, Dr, Majmuāh al Wasāiq al Siyasah, (Beruit:dār ul nafas), waseeqā 166

26 ابن سعد، محمد (س ن)، طبقات ابن سعد، مترجم عبد اللہ العمادی، علامہ، کراچی، نفیس اکیڈمی اردو بازار، ج1، حصہ دوم، ص59

Ibn e saad, Tabaqaāt ibn e saād, (Karachi: nafees academy, urdu bazar), 1: 59

27 ابن سعد، محمد، (س ن) طبقات ابن سعد، مترجم عبد اللہ العمادی، علامہ، کراچی، نفیس اکیڈمی اردو بازار، ج1، حصہ دوم، ص59

Ibn e saad, Tabaqaāt ibn e saād, (Karachi: nafees academy, urdu bazar), 1: 59

28 حمید اللہ، (س ن) مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ، بیروت، دار النفاس، وثیقہ نمر171 ص274

Hamidullāh, Dr, Majmuāh al Wasāiq al Siyasāh, (Beruit:dār ul nafās), p: 274

29 زرقانی، عبد الباقی، محمد، (1393ھ)، شرح المواہب اللدنیہ، بیروت، دار الفکر، ج4، ص33

Al zarqāni, Muhammad abdul bāqi, sharah ul mawāhib, (Beruit: dār ul fikr), 4:33

30 ابن قیم، الجوزیہ، (1390ھ)، زاد المعاد، بیروت، مکتبہ الاسلامیہ 3/680

Ibn e Qayām al joziyā, zaad ul ma'ad, (Beruit: maktabāh islamiyāh), 3:680

31 المائدہ: 5/83

Al Maidāh 5:83

32 حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر (جون2005ء)، الوثائق السیاسۃ، مترجم ابو یحییٰ امام خان نوشہر دی کراچی، مجلس ترقی ادب کلب روڈ وثیقہ نمبر96،97

Hamidullāh, Dr, Majmuāh al Wasaiq al Siyasāh, (Beruit:dar ul nafās), p: 274

33 حمید اللہ، محمد (س ن)، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ، بیروت، دار النفاس، وثیقہ نمبر105 تا109، ص208

Hamidullāh, Dr, Majmuāh al Wasaiq al Siyasāh, (Beruit:dār ul naf ās), p: 208

34 ولی اللہ، شاہ، حجۃ اللہ البالغہ، ص622

Walli ullāh, shah, Hujāh tullāhul balighā, P: 622

35 ولی اللہ، شاہ، حجۃ اللہ البالغہ، مطبوعۃ اصح المطابع / حجۃ اللہ البالغۃ، لاہور ج2 ص450

Walli ullāh, shah, Hujāh tullāhul balighā, 2:450

36 ڈاکٹر طارق اعجاز، ریاست مدینہ میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کی باہمی ہم آہنگی اور سیرت نبوی، مشمولہ: مراۃ العارفین سیرت نمبر دسمبر2017، آرٹیکل 323/48

Dr Tariq Ijaz, Riyāsat e Madināh mein musalmāno or gher muslamou ki bāhmi hum ahāngi or seerat e nabvi, Mara'a tul arāfeen, seerat no. December 2017, article

48/ 323

37 ڈاکٹر طارق اعجاز ایضا

Ibid

38 حمید اللہ، محمد، (س ن)۔ مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ، بیروت، دار النفاس، وثیقہ نمبر10،9، ص75

Hamidullāh, Dr, Majmuāh al Wasāiq al Siyasāh, (Beruit:dār ul nafās), p: 75

39 گولن، محمد فتح اللہ (2011ء) نور سرمدی فخر انسانیت، مترجم، محمد اسلام، اسلام آباد، ہارمنی پبلی کیشنز، جلد اول، ص132

Goulan, Muhammad fateh ullāh, noor e sarmādi fakhr e insāniyat, (islamabad: harmony publications), 1 : 132

40 ابن ہشام، عبد الملک، ابو محمد، (مئی 1994ء)، السیرۃ النبی، اردو ترجمہ سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی، لاہور ادارہ اسلامیات، ص791

Ibn w Hashām, al seerah al nabbi, (Lahore: idarāh islamiyāt, 1994), P:791

41 گولن، محمد فتح اللہ، (2011ء) نور سرمدی فخر انسانیت۔ مترجم، محمد اسلام، اسلام آباد، ہارمنی پبلیکیشنز، جلد اول، ص514

Goulan, Muhammad fateh ullāh, noor e sarmādi fakhr e insāniyat, (islamabad: harmony publications), 1 : 514

42 حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر (1995ء)، خطبات بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ص48

Hamidullāh, Dr, Khutbaāt e Bahawālpur, (Islamabad: idarāh tehqeqat e islāmi), P: 48

43 مجید خدروی، ایک مشہور مستشرق ہے جس کا تعلق عراق سے تھا، یہ واشنگٹن یونیورسٹی شعبہ اورینٹیل اسٹڈیز کا ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھا

44 مجید خدروی، ڈاکٹر، (1959ء)، اسلام اور قانون جنگ و صلح (ترجمہ الحرب والسلام فی الاسلام) مترجم غلام رسول، لاہور، مکتبہ معین الادب، ص291

Majeed, Khāduri, Dr, islam or qānon e jang or sulāh, (Lahore: maktabāh moeen ul adab), P: 291

45 حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، (1987ء) عہد نبوی میں نظام حکمرانی (حاشیہ)، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، ص231

Hamidullāh, Dr, Ehd e nabvi mein nizām e Hukmarāni, (Karachi: academic press), P: 231

46 الازہری، محمد کرم شاہ، (ربیع الاول 1420ھ)، ضیاء النبی ﷺ، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جلد چہارم، ص548

Al azhāri, muhammad karam shāh, Zia un Nabbi,(Lahore: zia ul qura'n publications), 4: 548

47 الازہری، محمد کرم شاہ، (ربیع الاول 1420ھ)، ضیاء النبی ﷺ، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جلد چہارم، ص539

Al azhāri, muhammad karam sāh, Zia un Nabbi, (Lahore: zia ul qura'n publications), 4: 539

48 اللہ، گولن (2011ء) نور سرمد، مترجم محمد اسلام، اسلام آباد، ہارمنی پبلی کیشنز، ص416

Goulan, Muhammad fateh ullāh, noor e sarmādi fakhr e insaniyat, (islamabad: harmony publications), 1 : 416